ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ سورۃ انفال آیت ۱۳

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کی

سزا

فتویٰ

اعلیحضرت فاضلِ بریلوی مولانا احمد رضا خاں قادری

رحمۃ اللہ علیہ

مکتوب

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز

مرکزی مجلسِ رضا، لاہور

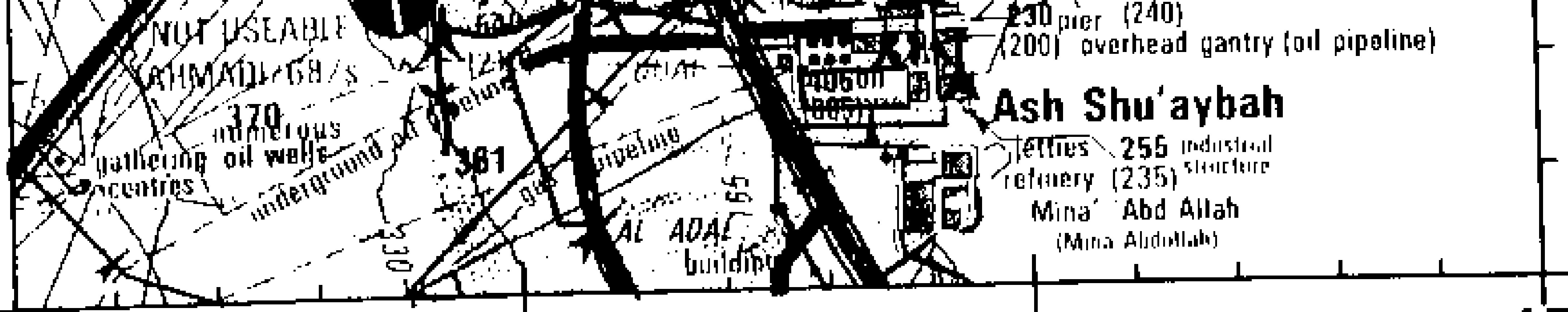

ELEVATIO

[redacted]

CONVERSION OF ELEVATIONS

FEET	METRES	FEET	METRES
1000	305	10000	3048
900	274	9000	2743
800	244	8000	2438
700	213	7000	2134
600	183	6000	1829
500	152	5000	1524
400	122	4000	1219
300	91	3000	914
200	61	2000	610
150	46	1500	457
100	30	1000	305

...IC VARIATION FOR 1990 IS ...
... OVER THE ENTIRE AREA
... rate of change 2' increase)

LOCATION DIAGRAM

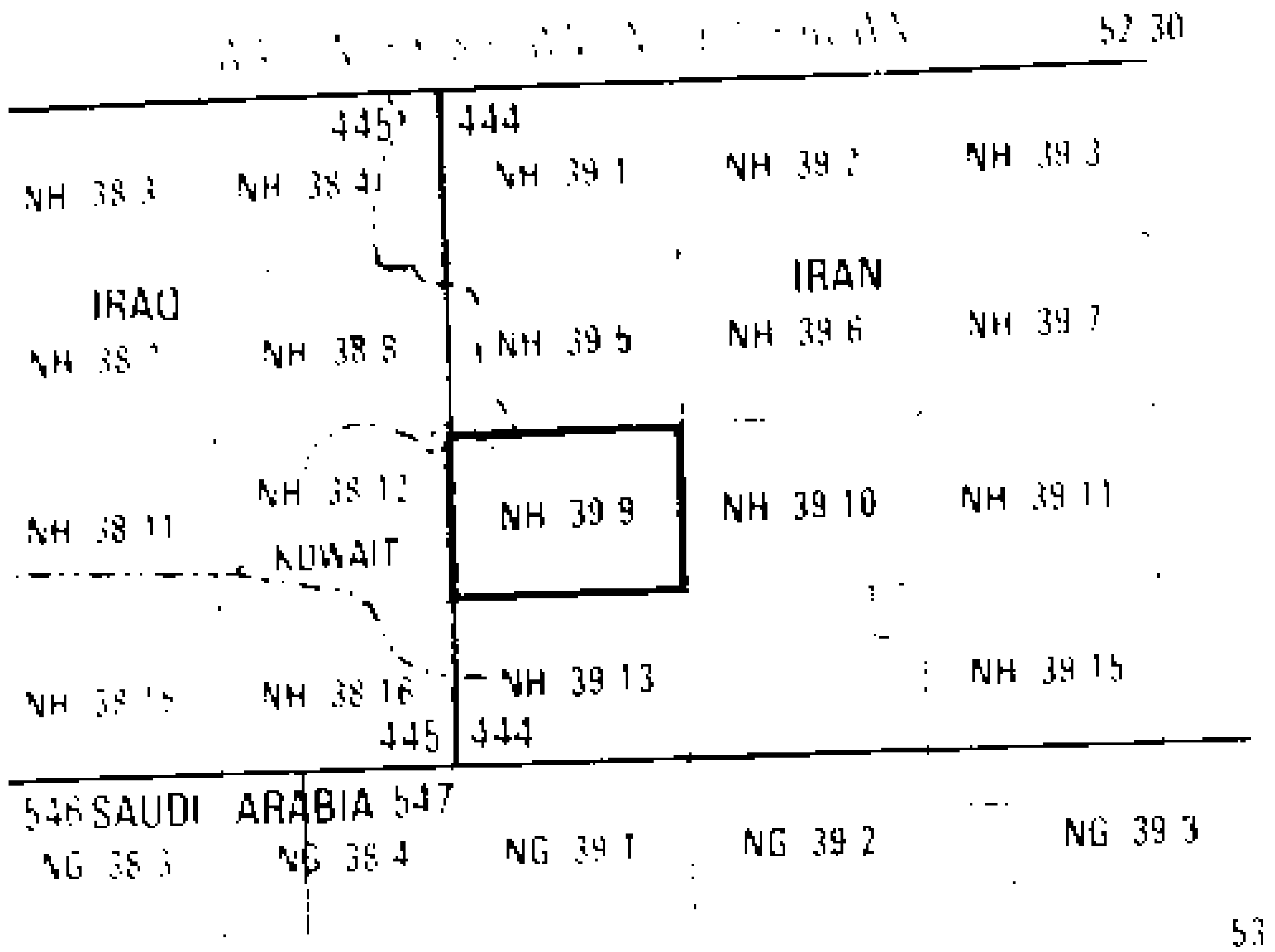

STRIBUTION LIMITED—DESTROY WHEN NO LONGER NEEDED

SCALE 1:250,000

AL AHMADĪ, KUWAIT; IRAN; IRAQ

SERIES 1501 AIR
SHEET NH 39-9
EDITION 4-GSGS

SERIES 150 COMPANION SHEET IS EDITION 3-GSGS

Marfat.com

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاۤقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ سورۃ انفال آیت ۱۳

گستاخِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سزا

اعلیحضرت امام اہل سنت مجدد ملت

شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ

مکتوب غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز

شائع کردہ

مرکزی مجلس رضا لاہور

Marfat.com

بانی مجلس حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہ العالی

سلسلہ مطبوعات مجلس رضا نمبر ۹۹

نام کتاب — گستاخ رسول کی سزا

مصنف — حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ

خطاط — جمیل احمد قریشی تنویر رقم

اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ فقیہ اعظم
مولانا الشاہ احمد رضا خان کا فتویٰ

تعداد اشاعت اول — ۵۰۰۰

ھدیہ — دعائے خیر بحق معاونین

بذریعہ ڈاک منگوانے کا پتہ:

مرکزی مجلس رضا (رجسٹرڈ) پوسٹ بکس نمبر ۲۲۰۶ لاہور (پاکستان)

(بیرونجات کے حضرات 5 روپے کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر طلب فرمائیں)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گستاخ رسول کے خلاف
اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا ایک فتویٰ

ترتیب:- حافظ محمد شاہد اقبال، دار العلوم نعمانیہ لاہور-

حضور سید عالم، فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانی یا توہین آمیز کلمات کا اظہار اتنا بڑا کفر ہے کہ اس کا مرتکب سزائے قتل کا حقدار ہے۔ امت مسلمہ اس مسئلہ پر بلا کسی اختلاف و تاویل کے متفق ہے۔ عہد خلافت راشدہ میں گستاخان رسول کے سر قلم کیے گئے اور اُمت مسلمہ کے اقتدار و تسلط کے تمام ادوار میں اس پر عمل ہوتا رہا اور گستاخ رسول کو کبھی کسی رعایت کا مستحق نہیں گردانا گیا۔ برصغیر میں انگریز کے اقتدار میں اہانت رسول کو انسانی آزادی و حقوق کے نام پر قتل کی سزا سے آزاد کر دیا گیا۔ اگرچہ ایسے بدباطن لوگوں کو انگریزی عدالتوں میں بعض اوقات سزائیں ہوتی تھیں مگر عام طور پر انگریزی عدالتوں کے طریق کار میں تاویلوں اور وکیلوں کی بحث و تمحیص سے گستاخان رسول سزاؤں سے بچ جاتے۔ بایں ہمہ کئی عاشقان رسول نے اپنے طور پر ایسے گستاخان رسول کو آگے بڑھ کر واصل جہنم کر دیا اور ہماری تاریخ ایسے بے شمار واقعات سے بھری ہوئی ہے جہاں گستاخان رسول کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔

پاکستان میں گستاخ رسول کی سزا قتل ہے۔ مگر آج بعض "راہنمایان قوم" جو مقام مصطفی سے ناآشنا ہیں۔ گستاخان رسول کے لیے نرم گوشہ رکھتے ہوئے اس قانون میں ترمیم و تخفیف کے لیے بیان بازی کر رہے ہیں حتیٰ کہ پاکستان میں بعض ذمہ دار افراد اور گستاخان رسول کی حمایت و رعایت کے لیے خصوصاً عیسائی دنیا کے بدباطن گستاخان رسول سے "انسانی حقوق" کے نام پر ایسے بیانات دے رہے ہیں جن سے مسلمانوں کے جذبات

Marfat.com

کا مشتعل ہونا قدرتی امر تھا۔ حال ہی میں پاکستان کے مسلمانوں میں اشتعال واضطراب کی جو لہر اٹھی تھی، اس نے نہ صرف پاکستان بھر کے مسلمانوں کو ہلا کر رکھ دیا ہے، بلکہ سارے عالم اسلام پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ آج ہم اس موضوع پر زیر نظر کتابچہ شائع کر رہے ہیں جس میں " اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی " اور " غزالی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی " کی قیمتی تحقیقات پیش کی جا رہی ہیں۔

انگریزی اقتدار کے زیر سایہ بھی کئی بدباطن لوگ گستاخی رسول کا ارتکاب کرتے تھے اور مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کرتے رہے ہیں۔ بعض اپنی بدباطنی کا اظہار کھلے بندوں نہ کرتے تھے مگر کسی نہ کسی طریقے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر حرف گیری کرتے تھے۔ ایسا ہی ایک واقعہ ۱۳۳۵ھ کو جونپور (بھارت) میں ہوا۔ سکولوں کے طلباء کو انگریزی کا ایک پرچہ حل کرنے کا حکم دیا گیا جس میں ایسی عبارت ترتیب دی گئی تھی جس کا انگریزی سے عربی ترجمہ کرانا مقصود تھا اور اس انگریزی عبارت میں توہین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اقرار تھا۔ مسلمانان جونپور (بھارت) نے ممتحنین کی اس بری حرکت کا سخت نوٹس لیا اور وہاں کے مولانا عبدالاول مرحوم نے ۶ رمضان ۱۳۳۵ھ کو اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت فقیہ اعظم فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک استفسار بھیجا اور گستاخان رسول کی اس چال پر فتویٰ طلب کیا جس میں اہانت رسول موجود تھی۔

مولانا عبدالاول نے بتایا کہ ایک مسلمان ممتحن کی نگرانی میں دو مسلمان استادوں نے انگریزی سے عربی میں ترجمہ کرنے کے لیے ایک پرچہ مرتب کیا جس میں سب سے بڑے سوال کے نصف نمبر رکھے گئے تھے، اس سوال میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں گستاخی اور توہین کے الفاظ نقل کیے گئے۔ (نقل کفر کفر نہ باشد) مولانا عبدالاول مرحوم نے اس امتحانی پرچے کی عبارت کے درج ذیل الفاظ بھی نقل کیے۔

"ابن عبداللہ نے اس قبیلہ میں تربیت پائی تھی جو عرب کی اصلی زبان بولنے کی

Marfat.com

لحاظ سے شریف ترین تھا اور اس کی فصاحت کی سنجیدگی با موقع سکوت پر عمل کرنے سے تصحیح اور ترقی ہوتی رہی باوجود اس فصاحت کے محمد ایک ناخواندہ وحشی تھا۔ بچپن میں اسے نوشت و خواند کی تعلیم نہیں دی گئی تھی۔ عام جہالت نے اسے شرم و ملامت سے مبرا کر دیا تھا مگر اس کی زندگی ایک ہستی کے تنگ دائرہ میں محدود تھی اور وہ اس آئینہ سے (جس کے ذریعہ سے ہمارے دلوں پر عقل مندوں اور نامور بہادروں کے خیالات کا عکس پڑتا تھا) محروم رہا۔ تاہم اس کی نظروں کے سامنے ان کتابوں کے اوراق کھلے ہوتے تھے جس میں قدرت اور انسان کا مشاہدہ کرتا کچھ تمدنی اور فلسفی توہمات جو اسے عرب کے مسافر پر محمول کیے جاتے ہیں پیدا ہو گئے تھے۔"

امتحانی پرچے کی یہ عبارت لکھنے کے بعد " مسلمانان جونپور اور مولانا عبدالاول " نے دریافت کیا کہ آیا پرچہ مرتب کرنے والے، اس پر نظر ثانی کرنے والے، اس کا دیدہ دانستہ ترجمہ کرنے یا اسے نقل کرنے والے اور ان ناشائستہ الفاظ کا تکرار کرنے والے نام کے مسلمان اسلام میں کس سزا کے مستحق ہیں؟ اور انکا اسلامی معاشرہ میں کیا مقام ہے؟

جونپور کے مقامی علماء کرام نے اس مسئلہ پر اپنی رائے کا اظہار کیا اور شاتم رسول کی اس گستاخانہ حرکت پر قتل کا فتوی دیا مگر مسلمانان جونپور مطمئن نہ ہوتے چنانچہ یہ استفسار اعلی حضرت فاضل بریلوی کی خدمت میں پیش کیا گیا تاکہ آپ گستاخان رسول کی شرعی سزا کو دلائل کی روشنی میں واضح کریں کہ شرع شریف کا ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ جس کا آپ نے ان الفاظ میں جواب عنایت فرمایا۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ فقیہ اعظم مولانا الشاہ احمد رضا خان کا فتویٰ

فتاوی رضویہ جلد ششم صفحہ ۳۷ مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی

الجواب

رَبِّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیٰطِنِ، وَ اَعُوْذُبِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنَ O وَ لِلَّذِیْ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ O اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا O اَلَا لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ O

ان نام کے مسلمان کہلانے والوں میں جس شخص نے وہ ملعون پرچہ مرتب کیا، وہ کافر مرتد ہے۔ جس جس نے اس پر نظر ثانی کر کے برقرار رکھا وہ کافر مرتد، جس جس کی نگرانی میں تیار ہوا وہ کافر مرتد، طلبہ میں جو کلمہ گو تھے اور انہوں نے اس ملعون عبارت کا ترجمہ کیا، اپنے نبی کی توہین پر راضی ہوتے، یا اسے ہلکا جانا، یا اسے اپنے نمبر گھٹنے، یا پاس نہ ہونے سے آسان سمجھا، وہ سب بھی کافر مرتد، بالغ ہوں، خواہ نابالغ۔

ان چاروں فریق میں سے ہر شخص سے مسلمانوں کو سلام کلام حرام، میل جول حرام، نشست برخاست حرام، بیمار پڑے تو اس کی عیادت کو جانا حرام، مرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت حرام، اسے غسل دینا حرام، کفن دینا حرام، اس پر نماز پڑھنا حرام، اس کا جنازہ اٹھانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اسے ثواب پہنچانا حرام، بلکہ خود کفر و قاطع اسلام، جب ان میں کوئی مرجائے اسکے اعزہ واقربا۔ مسلمین اگر حکم شرع مانیں تو اس کی لاش دفع عفونت کے لیے مردار کتے کی طرح بھنگی چماروں سے ٹھیلے میں اٹھوا کر کسی تنگ گڑھے میں ڈلوا کر، اوپر سے آگ پتھر جو چاہیں پھینک پھینک کر

Marfat.com

پاٹ بھر دیں کہ اس کی بدبو سے ایذا نہ ہو۔ یہ احکام ان سب کے لیے عام ہیں اور جو ان میں نکاح کیے ہوتے ہیں ان سب کی جوروئیں (بیویاں) ان کے نکاحوں سے نکل گئیں، اب اگر قربت ہوگی حرام! حرام! حرام!، اور زنائے خالص ہوگی، اور اس سے جو اولاد ہوگی ولد الزنا ہوگی، عورتوں کو شرعاً اختیار ہے کہ عدت گذر جانے پر جس سے چاہیں نکاح کرلیں، ان میں جسے ہدایت ہو اور توبہ کرلے اور اپنے کفر کا اقرار کرتا ہوا پھر مسلمان ہو، اس وقت یہ احکام جو اس کی موت سے متعلق تھے، منتہی ہونگے اور وہ ممانعت جو اس سے میل جول کی تھی جب بھی باقی رہے گی، یہاں تک کہ اس کے حال سے صدق ندامت و خلوص، توبہ وصحت اسلام، ظاہر و روشن ہوں۔ مگر عورتیں اس سے بھی نکاح میں واپس نہیں آسکتیں، انہیں اب بھی اختیار ہوگا کہ چاہیں تو دوسرے سے نکاح کرلیں، یا کسی سے نہ کریں۔ ان پر کوئی جبر نہیں پہنچتا،

ہاں! انکی مرضی ہو تو بعد اسلام ان سے بھی نکاح کر سکیں گی۔

شفاء شریف صفحہ ۳۲۱

اَجۡمَعَ الۡعُلَمَآءُ اِنَّ شَاتِمَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ الۡمُنۡقِصَ لَہٗ کَافِرٌ وَالۡوَعِیۡدُ جَارٍ عَلَیۡہِ بِعَذَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَمَنۡ شَکَّ فِیۡ کُفۡرِہٖ وَعَذَابِہٖ فَقَدۡ کَفَرَ"

"یعنی اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذاب الٰہی کی وعید جاری ہے اور جو اس کے کافر و مستحق عذاب ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہوگیا۔"

نسیم الریاض جلد چہارم صفحہ ۱۳۸ میں امام ابن حجر مکی سے ہے۔

"مَا صَرَّحَ بِہٖ مِنۡ کُفۡرِ السَّابِ وَالشَّاکِ فِیۡ کُفۡرِہٖ ھُوَ مَا عَلَیۡہِ اَئِمَّتُنَا وَغَیۡرُھُمۡ"

Marfat.com

"یعنی جو یہ ارشاد فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر اور جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر، یہی مذہب ہمارے آئمہ وغیرھم کا ہے

وجیز امام کردری جلد ۳ صفحہ ۳۲۱ پر ہے۔

لَوْ اِرْتَدَّ وَ الْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی تَحْرُمُ امْرَأَتُہٗ وَ یُجَدِّدُ النِّکَاحَ بَعْدَ اِسْلَامِہٖ وَ الْمَوْلُوْدُ بَیْنَھُمَا قَبْلَ تَجْدِیْدِ النِّکَاحِ بِالْوَطْیِ بَعْدَ التَّکَلُّمِ بِکَلِمَۃِ الْکُفْرِ وَلَدُ زِنَاثُمَّ اِنْ اَتٰی بِکَلِمَۃِ الشَّھَادَۃِ عَلَی الْعَادَۃِ لَا یُجْدِیْہِ مَالَمْ یَرْجِعْ عَمَّا قَالَہٗ لِاَنَّ بِاِتْیَانِھِمَا عَلَی الْعَادَۃِ لَا یَرْتَفِعُ الْکُفْرُ اِذَا سَبَّ الرَّسُوْلَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ وَاحِدًا مِنَ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ فَلَا تَوْبَۃَ لَہٗ وَ اِذَا شَتَمَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ سَکْرَانُ یُعْفٰی، وَاَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ اَنَّ شَاتِمَہٗ کَافِرٌ وَ مَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَ کُفْرِہٖ کَفَرَ،

اھ ملتقطا کاکثر الاوانی للاختصار

"یعنی جو شخص معاذ اللہ مرتد ہو جائے اس کی عورت حرام ہو جاتی ہے، پھر اسلام لائے تو اس سے جدید نکاح کیا جائے، اس سے پہلے کلمہ کفر کے بعد کی صحبت سے جو بچہ ہو گا، حرامی ہو گا۔ اور یہ شخص عادت کے طور پر کلمہ شہادت پڑھتا رہے، کچھ فائدہ نہ دیگا جب اپنے اس کفر سے توبہ نہ کرے کہ عادت کے طور پر مرتد کے کلمہ پڑھنے سے اس کا کفر نہیں جاتا، اور جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے، دنیا میں بعد توبہ بھی اسے سزا دی جائے گی۔ یہاں تک کہ اگر نشہ کی بے ہوشی میں کلمہ گستاخی بکا، جب بھی معافی نہ دینگے، اور تمام علمائے امت کا اجماع ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والا کافر ہے اور کافر بھی ایسا کہ جو اس کفر کے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

Marfat.com

فتح القدیر امام محقق علی الاطلاق جلد چہارم صفحہ ۴۰۷ میں ہے۔

کُلُّ مَنْ اَبْغَضَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَلْبِہٖ کَانَ مُرْتَدًّا فَالسَّابُّ بِطَرِیْقِ اَوْلٰی وَاِنْ سَبَّ سُکْرَانَ لَا یُعْفٰی عَنْہُ

یعنی جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کینہ ہے وہ مرتد ہے، تو گستاخی کرنے والا بدرجۂ اولیٰ کافر ہے، اور اگر نشہ بلا اکراہ پیا اور اس حالت میں کلمۂ گستاخی بکا، جب بھی معاف نہ کیا جائے گا۔"

بحر الرائق جلد پنجم صفحہ ۱۳۵ میں بعینہ کلمہ مذکور ذکر کر کے صفحہ ۱۳۶ پر فرمایا

سَبَّ وَاحِدًا مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ کَذٰلِکَ فَلَا یُفِیْدُ الْاِنْکَارَ مَعَ الْبَیِّنَۃِ لِاَنَّا نَجْعَلُ اِنْکَارَ الرِّدَّۃِ تَوْبَۃً اِنْ کَانَتْ مَقْبُوْلَۃً"

یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے، یہی حکم ہے کہ اسے معافی نہ دیں گے اور بعد ثبوت اس کا انکار فائدہ نہ دے گا کہ مرتد کا ارتداد سے مکرنا تو دفع سزا کے لیے ہے، توبہ تو وہاں قرار پاتا ہے جہاں توبہ سنی جائے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خواہ کسی نبی کی شان میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں، اس سے یہاں اصلا معافی نہ دیں گے۔"

درر الحکام علامہ مولیٰ خسرو جلد اول صفحہ ۲۹۹ پر ہے۔

اِذَا سَبَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ وَاحِدًا مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ، مُسْلِمٌ فَلَا تَوْبَۃَ لَہٗ اَصْلًا وَاَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ اِنَّ شَاتِمَہٗ کَافِرٌ وَمَنْ شَکَّ فِیْ عَذَابِہٖ وَکُفْرِہٖ کَفَرَ"

یعنی اگر کوئی شخص مسلمان کہلا کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا کسی نبی کی شان میں گستاخی کرے، اسے ہرگز معافی نہ دیں گے، اور تمام علمائے امت مرحومہ

Marfat.com

کا اجماع ہے اس پر کہ وہ کافر ہے، اور جو اس کے کفر میں شک کرے، وہ بھی کافر ہے۔

غنیہ ذوالاحکام صفحہ ۳۰۱ میں ہے۔

مَحَلُّ قُبُوْلِ التَّوْبَةِ الْمُرْتَدِ مَالَمْ تَكُنْ رِدَّتُہٗ بِسَبِّ النَّبِیِّ اَوْ بُغْضِہٖ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنْ کَانَ بِہٖ لَا تُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ سَوَاءٌ جَاءَ تَائِباً مِّنْ نَفْسِہٖ اَوْ شَہِدَ عَلَیْہِ بِذَالِکَ بِخِلَافِ غَیْرِہٖ مِنَ الْمُکَفِّرَاتِ

"یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی اور کفروں کی طرح نہیں، ہر طرح کے مرتد کو بعد توبہ معافی دینے کا حکم ہے، مگر اس کافر مرتد کے لیے اسکی اجازت نہیں،"

الاشباہ والنظائر قلمی، باب الردۃ۔

لَا تَصِحُّ رِدَّۃُ السَّکْرَانِ اِلَّا الرِّدَّۃَ بِسَبِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنَّہٗ لَا یُعْفٰی عَنْہُ وَکَذَا فِی الْبَزَّازِیَۃِ وَحُکْمُ الرِّدَّۃِ بَیْنُوْنَۃُ اِمْرَأَتِہٖ مُطْلَقًا (اَیْ سَوَاءٌ رَجَعَ اَوْلَمْ یَرْجِعْ، اھ غمز العیون) وَاِذَامَاتَ عَلٰی رِدَّتِہٖ لَمْ یُدْفَنْ فِیْ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِیْنَ وَلَا اَہْلِ مِلَّۃٍ وَاِنَّمَا یُلْقٰی فِیْ حُفْرَۃٍ کَالْکَلْبِ وَالْمُرْتَدُّ اَقْبَحُ کُفْرًا مِنَ الْکَافِرِ الْاَصْلِیِّ وَ اِذَا شَہِدَ وَ اعْلٰی مُسْلِمٍ بِالرِّدَّۃِ وَ ہُوَ مُنْکِرٌ لَا یَتَعَرَّضُ لَہٗ لَا لِتَکْذِیْبِ الشُّہُوْدِ الْعُدُوْلِ بَلْ لِاَنَّ اِنْکَارَہٗ تَوْبَۃٌ وَ رُجُوْعٌ فَتَثْبُتُ الْاَحْکَامُ الَّتِیْ لِلْمُرْتَدِّ مَاتَابَ مِنْ حَبْطِ الْاَعْمَالِ وَ بَیْنُوْنَۃِ الزَّوْجَۃِ وَقَوْلُہٗ لَا یَتَعَرَّضُ لَہٗ اِنَّمَا ہُوَ فِیْ مُرْتَدٍّ تُقْبَلُ تَوْبَتُہٗ فِی الدُّنْیَا لَا الرِّدَّۃُ بِسَبِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اھ، اَلْاَوْلٰی تَنْکِیْرُ النَّبِیِّ کَمَا عَبَّرَ بِہٖ فِیْمَا سَبَقَ اھ غمز العیون"

یعنی نشہ کی بیہوشی میں اگر کسی سے کفر کی کوئی بات نکل جائے اسے بوجہ بیہوشی

Marfat.com

کافر نہ کہیں گے، نہ سزائے کفر دیں گے مگر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی وہ کفر ہے کہ نشہ کی بیہوشی سے بھی صادر ہوا تو اسے معافی نہ دیں گے، اور معاذ اللہ ارتداد کا حکم یہ ہے کہ اس کی عورت فوراً اس کے نکاح سے نکل جاتی ہے۔ اگر یہ بعد کو پھر اسلام لائے جب بھی عورت نکاح میں واپس نہ جائے گی اور جب وہ اسی ارتداد پر مر جائے، والعیاذ باللہ تعالی! تو اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنے کی اجازت نہیں، نہ کسی ملت والے مثلاً یہودی یا نصرانی کے گورستان میں دفن کیا جائے، وہ تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں پھینک دیا جائے، مرتد کا کفر اصلی کافر کے کفر سے بدتر ہے، اور اگر کسی مُسلمان پر گواہان عادل شہادت دیں کہ یہ فلاں قول یا فعل کے سبب مرتد ہو گیا اور وہ اس سے انکار کرتا ہو تو اس سے تعرض نہ کریں گے، نہ اس لیے کہ گواہان عادل کو جھوٹا ٹھہرایا، بلکہ اس لیے کہ اس کا مکرنا اس کفر سے توبہ و رجُوع سمجھیں گے، ولہذا گواہان عادل کی گواہی اور اس کے انکار سے یہ نتیجہ پیدا ہو گا کہ وہ شخص مرتد ہو گیا تھا اور اب توبہ کر لی تو مرتد تائب کے احکام اس پر جاری کریں گے کہ اس کے تمام اعمال حبط ہو گئے اور جورو (بیوی) نکاح سے باہر، باقی سزا نہ دی جائے گی۔ مگر نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کہ یہ وہ کفر ہے جس کی سزا سے دنیا میں بعد توبہ بھی معافی نہیں تھی اور نہ کسی نبی کی شان میں گستاخی علیہم الصلاۃ والسلام،

فتاوی خیریہ، علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب در مختار جلد اول صفحہ ۹۵ پر فرماتے ہیں۔

"مَنْ سَبَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّهٗ مُرْتَدٌّ وَ حُكْمُهٗ حُكْمُ الْمُرْتَدِّيْنَ وَ يُفْعَلُ بِهٖ مَا يُفْعَلُ بِالْمُرْتَدِّيْنَ وَ لَا تَوْبَةَ لَهٗ اَصْلًا وَ اَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ اَنَّهٗ

Marfat.com

"قَالَ اَبُوْ يُوْسُفَ وَ اَيُّمَا رَجُلٍ مُّسْلِمٍ سَبَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ كَذَّبَهٗ اَوْ عَابَهٗ اَوْ تَنَقَّصَهٗ فَقَدْ كَفَرَ بِاللهِ تَعَالٰى وَ بَانَتْ زَوْجَتُهٗ"

یعنی جو شخص کلمہ گو ہو کر حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو برا کہے، یا تکذیب کرے، یا کوئی عیب لگائے، یا شان گھٹائے وہ بلا شبہ کافر ہو گیا اور اس کی عورت نکاح سے نکل گئی۔

اشخاص مذکورین کے کفر و ارتداد میں اصلا شک نہیں، دوبارہ اسلام و رفع دیگر احکام، انکی توبہ اگر سچے دل سے ہو، ضرور مقبول ہے۔ ہاں! اس میں اختلاف ہے کہ سلطان اسلام انہیں بعد توبہ واسلام صرف تعزیر دے یا اب بھی سزائے موت دے۔

وہ جو بزازیہ اور اس کے بعد کی بہت کتب معتمدہ میں ہے کہ اس کی توبہ مقبول نہیں اس کے یہی معنی ہیں، اور اس کی بحث یہاں بیکار ہے۔ کہاں سلطان اسلام اور کہاں سزائے موت کے احکام، صدہا خبیث، اخبث، ملعون، انجس ہیں کہ کلمہ گو بلکہ اعلی درجہ کے مسلمان، مفتی، واعظ، مدرس، شیخ بن کر اللہ و رسول کی جناب میں منہ بھر بھر کر ملعونات بکتے، لکھتے اور چھاپتے ہیں اور ان سے کوئی تو کہنے والا نہیں، اور اگر کہے تو نہ صرف ان کے بلکہ بڑے بڑے مہذب بننے والے مسلمانوں کے نزدیک، یہ بے تہذیبی و تشدد ہو۔

فَانْظُرْ اِلٰى اٰثَارِ مَقْتِ اللهِ الْغَيُوْرِ ۝ كَيْفَ اِنْقَلَبَتِ الْقُلُوْبُ وَانْعَكَسَتِ الْاُمُوْرُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ۝ وَاللهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ ۝

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ بے حد مر رسولِ پاک (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) را
آں کہ ایماں داد مشتِ خاک را

کچھ باتیں — کچھ یادیں

دولتِ خداداد پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے وقت تک برِصغیر کے قریے قریے میں جیّد علمائے حق موجود تھے اور اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو فیض یاب کرتے رہے، مگر اہلِ سنّت کی شومیِ قسمت کہ وہ علمائے حق یکے بعد دیگرے عازمِ خلدِ بریں ہوتے چلے گئے۔ اُن میں سے بہت سے حضرات بجا طور پر علم کے ہمالہ تھے، مگر شہرت اُن پر فریفتہ نہیں تھی، لہٰذا اُن کا تعارف صرف حلقۂ علما تک محدود رہا۔

مفتیِ اعظم پاکستان حضرتِ علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری چشتی، اشرفی، امیر

Marfat.com

حزب الاحناف لاہور (رحمۃ اللہ علیہ) اور غزالیِ زماں، رازیِ دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی چشتی صابری قادری بانی انوار العلوم ملتان (رحمۃ اللہ علیہ) اُن بزرگوں میں سے ہیں جو علم و فضل کے بحرِ زخار اور دریائے معرفت کے شناور تھے۔ شہرت اُن پر ایسی عاشق و شیدا تھی کہ ہر وقت اُن کے دروازوں پر دربانی کے فرائض سرانجام دیتی تھی۔ یہ دونوں بزرگ قیامِ پاکستان سے بہت پہلے پورے برصغیر (پاک و ہند) میں اپنی فضیلتِ علمی اور شرافتِ نفسی کا لوہا منوا چکے تھے۔ امرتسر میں سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک نہایت تزک و احتشام سے منعقد ہوا کرتا تھا۔ اس مقدس و بابرکت محفل میں سرآوردہ مشائخ عظام اور جید علمائے کرام شرکت کرنا باعثِ فخر و مباہات جانتے تھے چنانچہ مذکورۃ الصدر دونوں بزرگ بھی اس سہ روزہ محفل (اجلاس) میں شرکت فرماتے اور اہالیانِ امرتسر کو اپنے مواعظِ حسنہ و علمیہ سے بہرہ ور فرماتے تھے لہٰذا احقر اُس زمانے سے ان بزرگوں کے مداحین میں شامل تھا۔ پاکستان میں ہجرت کے بعد ان بزرگوں کو بہت قریب سے دیکھنے کا بھی موقع میسر آیا اور یہ دو بزرگ فقیرِ حقیر پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔

۱۹۷۳ء میں جب راقم السطور کو مدینہ منورہ میں حاضری کی سعادتِ عظمیٰ نصیب ہوئی تو وہاں قطبِ مدینہ، شیخ العرب والعجم حضرت شاہ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی، خلیفہ خاص اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی (قدس سرہما) کے آستانہ عالیہ پر ہر روز حاضری سے مشرف ہوتا رہا اور متعدد مرتبہ حضرت قطبِ مدینہ نے اپنی زبانِ فیض ترجمان سے یہ ارشاد فرمایا "اس وقت پاکستان میں صرف دو ہی معتبر اور قابلِ اعتماد عالمِ دین ہیں؛

Marfat.com

ایک حضرت ابو البرکات سید صاحب اور دوسرے علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ صاحب[۱]!
(بلفظہ بقدر حافظہ)۔

حضرت قطب مدینہ کی لسانِ فیض ترجمان سے ان بزرگوں کی عظمت کے اعلان سے مجھے بے حد خوشی محسوس ہوئی کہ ان کے بارے میں میرا فیصلہ بالکل صحیح تھا۔ ۲۰ شوال المکرم ۱۳۹۸ھ کو حضرت ابو البرکات واصل بحق ہو گئے اور ان کے بعد لاہور میں مسندِ افتاء بے وقعت ہو کر رہ گئی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ کو حضرت غزالیِ دوراں منخین خلدِ بریں ہو گئے، تو عوام اہلِ سنّت بالکل بے سہارا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت قبلہ کاظمی شاہ صاحب اعلی اللہ مقامہ کی ذاتِ گرامی فی الحقیقت مستغنی عن الخطاب ہے۔ جب ان کا نامِ نامی آجائے، تو خطابات و القابات ان کی قد اور شخصیت سے بہت چھوٹے نظر آنے لگتے ہیں۔ بلاشبہ وہ نابغۂ روزگار علماء میں سے تھے جو صدیوں

---

[۱] حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمۃ والرضوان سے مختلف اوقات میں جن پاکستانی علماء حق کے بارے میں تحسین کے کلمات فقیر نے سنے، ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں: حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی صاحب، حضرت علامہ سید سردار احمد قادری گڑھی اختیار خاں والے جو سید محمد فاروق القادری ایم اے کے والد ماجد ہوتے ہیں، حضرت عبد نبی مختار محمد یار فریدی (گڑھی اختیار خاں) علامہ عبد الغفور ہزاروی اور حضرت مفتی اعجاز ولی خاں رضوی (رحمہم اللہ تعالیٰ)۔ اس وقت جو حضرات بقید حیات تھے، ان میں سے حضرت استاذ العلماء قبلہ مفتی تقدس علی خان رضوی (مدفون پیر جوگوٹھ)، جناب پیر غلام قادر اشرفی (مدفون لالہ موسیٰ)، اور شاہ فاروق رحمانی (مدفون کراچی) علیہم الرحمۃ پر بہت خوش تھے۔ قائدِ اہلِ سنّت شاہ احمد نورانی صاحب مدظلہ اور مجاہدِ ملت عبد الستار خان نیازی مدظلہ کے لیے دعا گو رہتے تھے۔ وہ ان پر اس لیے خوش تھے کہ اُن دنوں یہ دونوں بھٹو حکومت سے نبرد آزما تھے۔

Marfat.com

بعد پیدا ہوتے ہیں۔

سال ہا باید کہ تا یک فردِ حق پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

تحریکِ پاکستان کے مبلغ اعظم حضرت ابو المحامد سید محمد محدث چشتی، اشرفی، کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے خطبۂ آل انڈیا سُنّی کانفرنس منعقدہ بنارس (۱۹۴۶ء) کے آخر میں درج ہدایات و تجاویز کی روشنی میں اگر پاکستان کے اندر متفقہ طور پر مرکزی دار الافتاء قائم کیا ہوتا یا کم از کم اہلِ سُنّت کو درپیش نت نئے مسائلِ علمیہ کے حل کے لیے امارتِ شرعیہ قائم کی ہوتی تو یقیناً کاظمی شاہ صاحب اُس کے متفقہ طور پر صدر الصدور قرار پاتے اور چھوٹے چھوٹے مولوی اور خود ساختہ مفتی، جو عجیب و غریب باتیں کرتے رہتے ہیں، انھیں اپنی پناہ گاہوں سے باہر جھانکنے کی بھی جرأت نہ ہوتی، مگر واے افسوس کہ یہاں اُلٹی گنگا بہنے لگی۔

حضرت قطب مدینہ قدس سرہ العزیز کے ارشاد کے مطابق قبلہ کاظمی شاہ صاحب آخری اہلِ حق سربرآوردہ عالمِ دین ثابت ہوئے[1]، جس کی تصدیق درپیش حالات نے کر دی ہے۔ مثلاً بعض حنفی سُنّی علماء نے شریعت آرڈی نینس کو قبول کر لیا ہے، جس کا تعلق صرف سعودیہ کی شریعت سے ہے اور ولایتِ ابو حنیفہ (پاکستان) میں اُن نام نہاد حنفی علماء کے دستخطوں سے سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ

[1] حملۂ حق تو چند اور بھی تھے، لیکن یہاں صرف سربرآوردہ اور مسلمہ شخصیت کا ذکر ہے۔

Marfat.com

کے نام اور کام کو حرفِ غلط کی طرح محو کر دیا گیا اور غائبانہ نمازِ جنازہ کی "بدعت" اپنا لی گئی ہے۔ پاکستان جن حنفی اولیاء اللہ کا فیضان ہے، اُن کی ارواحِ مقدسہ ان نام نہاد حنفیوں سے ناراض ہیں اور ان سب کا انجام قوم ضرور دیکھے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ! اب یہی نام نہاد عاشقانِ مصطفیٰ نظامِ مصطفیٰ کو بالکل بھول گئے ہیں اور ضیاء ازم، ضیاء ازم کا وظیفہ جپنے لگے ہیں۔

ضیاء ازم کیا ہے؟ مولوی اشرف علی تھانوی کے افکار و تعلیمات کی نشر و اشاعت یا یوں کہیے کہ سعودیہ کے قوانین کی ترویج! انا للہ و انا الیہ راجعون!

اہلِ سُنّت والجماعت کو ان نام نہاد علماء کو، جو فی الحقیقت بندگانِ سیم و زر ہیں اپنے سے دُور رکھنا چاہیے تاکہ ان کے منحوس اثرات سے ایمان محفوظ رہ سکے۔

پیشِ نظر رسالہ حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب کا ایک تحریری بیان ہے، جو انھوں نے جناب چیف جسٹس صاحب، وفاقی شرعی عدالت کے استفسار پر تحریر کیا تھا، جس میں اہانتِ رسالت مآب اور تنقیصِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم کی سزا کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ کتاب و سُنّت، اجماعِ امت اور تصریحات عُلمائے اُمّت سے واضح ہے کہ ہر شاتمِ رسُول کی سزا قتل ہے اور اس مسئلے میں اہلِ حق میں سے کبھی کسی نے اختلاف نہیں کیا۔ اگر پاکستان میں اہلِ سُنّت کی

Marfat.com

امارتِ شرعیہ موجود ہوتی تو اس ایمان افروز بیان کو اہلِ حق کے چیف جسٹس کا فیصلہ قرار دیا جاتا اور مسلم ممالک کی عدالتوں میں بطورِ حجت اسے پیش کیا جاتا، مگر ع
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے!

قبلہ کاظمی شاہ صاحب نے اس تحریر میں گستاخانِ رسول کی اسلامی سزا بتائی ہے۔ میں اس موقع پر امرتسر میں رونما ہونے والا تقریباً نوّے[۹۰] سال پہلے کا ایک واقعہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں، جو بے حد ایمان افروز اور عبرت انگیز ہے۔ یہ واقعہ حضرت امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علی پوری قدس سرہٗ نے امام الائمہ سیدنا حضرت ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرسِ سراپا قدس منعقدہ مسجد جان محمد امرتسر کے اجتماعِ عظیم میں بیان فرمایا تھا۔

"امرتسر کے گرجا گھر کے سامنے کھڑا ہو کر ایک پادری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل اور عیسائی مذہب کی خوبیاں بیان کر رہا تھا اور وہ (پادری) دورانِ تقریر حضور پرنور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم کا اسمِ گرامی ادب و احترام سے نہیں لیتا تھا۔ سامعین میں ایک بھنگڑ اس حالت میں کھڑا تھا کہ بھنگ گھوٹنے والا 'ڈنڈا' اس کے کاندھے پر تھا۔ اس خوش بخت نے کہا:
"پادری! ہم حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو برحق نبی مانتے ہیں اور ان کا نام ادب سے لیتے ہیں، تو بھی ہماری سچی سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا نام ادب سے لے۔"
مگر پادری پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا، تو اس عالی ہمم نے پھر ٹوکا۔ جب پادری

Marfat.com

نے تیسری بار بھی اُسی طرح نام لیا، تو اُس پاک نہاد نے اپنا وہ ڈنڈا جس سے بھنگ گھوٹتا تھا، اس زور سے پادری کے سر پر دے مارا کہ پادری کا سر پھٹ کر بھیجا باہر آگیا اور وہ مردود بیان دیے بغیر واصلِ جہنم ہو گیا۔ یہ عاشق صادق پکڑا گیا۔ موت کی سزا ہوئی۔ اپیل ہوئی۔ انگریز جج نے یہ لکھ کر بری کر دیا کہ :

"پادری کا قاتل تکیہ نشین بھنگڑ ہے۔ کوئی مولوی نہیں۔ مولوی اور پادری کی کوئی باہمی رنجش ہو سکتی ہے بھنگڑ سے پادری کی دیرینہ یا تازہ رنجش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ پادری نے ضرور اس کے جذبات کو مجروح کیا ہے، لہٰذا میں اسے بری کرتا ہوں۔" (بتغییر یسیر بعبدر حافظہ)

اللہ تعالیٰ اس مکین تکیہ کے مرقد منور پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور اس جیسا ایمان ہر مکین مسجد اور ہر مسلمان کو نصیب فرمائے! آمین، ثم آمین! بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم!

اس واقعے کے نقل کرنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ وہ پادری حضور پر نور، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان اقدس میں کوئی گستاخی کا کلمہ نہیں کہہ رہا تھا، صرف حضور پاک کا اسم پاک اسلامی آداب سے نہیں لیتا تھا، یعنی مولوی اسمٰعیل دہلوی کی طرح "جس کا نام محمد یا علی ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں"[1] (نقل کفر کفر نباشد)

[1] "تقویۃ الایمان" صفحہ ۴۷، بحوالہ "اطیب الایمان" صفحہ ۲۲۴۔

Marfat.com

یعنی پادری صرف "محمد صاحب" کہہ رہا تھا اور اُس تکیہ والے عاشقِ صادق کو یہ بات بھی ناگوار گزری اور اُس نے اَپنے مذہبِ عشق کا جھنڈا بلند کر دکھایا ؎

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

عاشقانِ سیدِ ابرار (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم) کسی عالم و مفتی سے پوچھے بغیر ہی ادب نہ کرنے والوں کو جہنم رسید کر دیتے ہیں تو کوئی گستاخ اُن کے خنجر برّاں سے کیونکر بچ سکتا ہے۔ اُن کا مفتی اُن کا وجدان ہوتا ہے۔ اُن کا پیر و مرشد اُن کا جذبۂ عشق ہوتا ہے لہٰذا ایسے "اَن پڑھ" غازیوں کا یہ کام ہمیشہ لائقِ تقلید ہوتا ہے۔ کفار کی حکومت میں تو اسی طرح ہونا چاہیے اور ہوتا رہا۔ مسلمانوں کی حکومت میں یہ عدالت کی ذمہ داری ہے کہ وہ سچی شہادتوں کے بعد گستاخِ رسول کے قتل کا حکم صادر کرے تاکہ مزید الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا نہ ہو سکیں۔

خاکِ راہِ دردمنداں

محمد موسیٰ عفی عنہ

داتا کی نگری

۶ صفر المظفر ۱۴۰۹ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسلسلہ شریعت پٹیشن

در توہینِ رسالت

بعدالت جناب چیف جسٹس صاحب وفاقی شرعی عدالت، پاکستان

بیان من جانب : سید احمد سعید کاظمی صدر مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان و شیخ الحدیث مدرسۃ عربیۃ اسلامیہ انوار العلوم ملتان۔

محترم محمد اسمٰعیل قریشی، سینئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان، لاہور نے بنام اسلامی جمہوریہ پاکستان تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۹۵ الف اور دفعہ ۲۹۸ الف کے خلاف شرعی عدالت میں ایک درخواست دائر کی ہے جہاں تک اہانتِ رسالت اور توہین و تنقیصِ نبوّت سے اس درخواست کا تعلق ہے، میں اس سے پوری طرح متفق ہوں اور دلائلِ شرعیہ (کتاب و سنت، اجماعِ اُمت اور تصریحاتِ علماء دین) کے مطابق میں اس کی مکمل تائید اور حمایت کرتا ہوں۔ اس سلسلے

Marfat.com

میں میرا تفصیلی بیان درج ذیل ہے :

کتاب وسنّت، اجماعِ اُمّت اور تصریحاتِ ائمۂ دین کے مُطابق توہینِ رسُول کی سزا صرف قتل ہے۔ رسُول کی صریح مُخالفت توہینِ رسُول ہے۔ قرآن مجید نے اس جُرم کی سزا قتل بیان کی ہے۔ اسی بنا پر کافروں سے قتال کا حکم دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ[۱] یہ (یعنی کافروں کو قتل کرنے کا حکم[۲]) اس لیے ہے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسُول کی صریح مخالفت کرکے اُن کی توہین کا ارتکاب کیا۔ توہینِ رسُول کے کُفر ہونے پر بکثرت آیاتِ قرآنیہ شاہد ہیں مثلاً وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ[۳] ترجمہ: اور اگر آپ اُن سے پُوچھیں تو وہ ضرور کہیں گے ہم تو صرف ہنسی مذاق کرتے تھے۔ آپ (اُن سے) کہیں، کیا تُم اللہ اور اُس کی آیتوں اور اس کے رسُول کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے ہو۔ کوئی عذر نہ کرو۔ بے شک ایمان کے بعد تم نے کُفر کیا۔

مُسلمان کہلانے کے بعد کُفر کرنے والا مُرتد ہوتا ہے اور از رُوئے قرآن مُرتد

---

[۱] سُورۃ انفال آیت ۱۳۔ [۲] مدارک ص۱۷۱، ج ۲، خازن ص۱۷۱ ج ۲، البحر المحیط ص۴۷۷ ج ۴۔ [۳] سُورۃ توبہ آیت ۶۵، ۶۶۔

Marfat.com

کی سزا صرف قتل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ [1] ترجمہ: اے رسول (صلی اللہ علیک وسلم) پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے فرما دیجیے، عن قریب تم سخت جنگ کرنے والوں کی طرف بلائے جاؤ گے تم ان سے قتال کرتے رہو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے ـــ یہ آیت مرتدین اہلِ یمامہ کے حق میں بطورِ اخبار بالغیب نازل ہوئی۔ اگرچہ بعض علماء نے اس مقام پر فارس و روم وغیرہ کا ذکر بھی کیا ہے، لیکن حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی حسبِ ذیل روایت نے اس آیت کو مرتدین بنی حنیفہ (اہلِ یمامہ) کے حق میں متعین کر دیا:

عن رافع بن خديج انا كنا نقرأ هٰذه الآية فيما مضى ولا نعلم من هو حتى دعا ابوبكر رضي الله عنه الى قتال بني حنيفة فعلمنا انهم اريدوا بها۔ [2] ترجمہ: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ زمانے میں ہم اس آیت کو پڑھا کرتے تھے اور ہمیں معلوم نہ تھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (مرتدین) بنی حنیفہ (اہلِ یمامہ) کے قتال کی طرف مسلمانوں کو بلایا۔ اس وقت ہم سمجھے کہ اس آیت کریمہ میں یہ مرتدین ہی مراد ہیں۔

ثابت ہوا کہ اگر مرتد اسلام نہ لائے تو از روئے قرآن اس کی سزا قتل کے سوا

---

[1] سورۃ الفتح آیت ۱۶ [2] البحر المحیط ص ۹۴ ج ۸، روح المعانی ص ۱۰۲ پ ۲۶۔

Marfat.com

کچھ نہیں۔ قتلِ مرتد کے بارے میں متعدد احادیث وارد ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر صرف ایک حدیث پیش کی جاتی ہے:

اتی علیّ بزنادقة فاحرقهم (وفی روایة ابی داؤد[1] انّ علیًّا احرق ناسًا ارتدوا عن الاسلام) فبلغ ذٰلك ابن عباس فقال لو کنت انا لم احرقهم لنهی رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم لا تعذّبوا بعذاب الله ولقتلتهم لقول رسول الله صلی الله علیه وسلم من بدّل دینه فاقتلوه۔[2] ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس (مرتد ہوجانے والے) زندیق لوگ لائے گئے تو آپ نے انھیں جلا دیا۔ اس کی خبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انھوں نے فرمایا، اگر (آپ کی جگہ) میں ہوتا، تو انھیں نہ جلاتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب نہ دو، اور میں انھیں قتل کرا دیتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو (مسلمان) اپنے دین سے پھر جائے، اُسے قتل کر دو۔

قتلِ مرتد کے بارے میں صحابہ رضوان اللہ علیہم کا طرزِ عمل

صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسندِ خلافت پر بیٹھتے ہی جس شدت کے ساتھ

---

[1] ابی داؤد ص۵۹۸ ج ۲۔ [2] صحیح بخاری ص۴۲۳ ج ۱، ص۱۰۲۳ ج ۲، ص۱۰۹۶ ج ۲ (باقی اگلے صفحے کے نیچے)

Marfat.com

مرتدین کو قتل کیا محتاجِ بیان نہیں۔ صحابہ کرام کے لیے مرتد کو زندہ دیکھنا ناقابلِ برداشت تھا۔ حضرتِ ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے یمن کے دو مختلف حصوں پر حاکم تھے۔ ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل حضرت ابوموسیٰ اشعری سے ملاقات کے لیے آئے۔ ایک بندھے ہوئے شخص کو دیکھ کر انھوں نے پوچھا' یہ کون ہے؟ ابوموسیٰ اشعری نے فرمایا :

كان يهوديا فاسلم ثم تهود قال اجلس قال لا اجلس
حتى يقتل قضاء الله و رسوله ثلاث مرات فامر به فقتل[2]

ترجمہ : یہ یہودی تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد پھر یہودی (ہو کر مرتد) ہو گیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت معاذ بن جبل کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ انھوں نے تین بار فرمایا: جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے، میں نہیں بیٹھوں گا۔ (قتلِ مرتد) اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

گستاخِ رسول کا قتل

غلافِ کعبہ سے لپٹے ہوئے توہینِ رسول کے مرتکب مرتد کو مسجدِ حرام میں قتل کرنے کا حکم

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ابوداؤد ص۵۹۸ ج ۲، ترمذی ص۱۷۶ ج ۱، نسائی ص۱۵۱ ج ۲، ابن ماجہ ص۱۸۵ ج ۱، مسند احمد ص۲۳۱ ج ۵ عن معاذ۔ [1] تفسیر طبری ص۱۳۵ ج ۳، روح المعانی ص۱۶۰ پ ۶-
[2] بخاری ص۱۰۲۳ ج ۲۔ ابوداؤد ص۵۹۸ ج ۲، نسائی ص۱۵۲ ج ۲ -

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے کسی نے حضور سے عرض کی، حضور! (آپ کی شان میں توہین کرنے والا) ابن خطل کعبہ کے پردوں سے لپٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اقتلوہ" اسے قتل کر دو۔[۱]

یہ عبداللہ بن خطل مرتد تھا۔ ارتداد کے بعد اس نے کچھ ناحق قتل کیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں شعر کہہ کر حضور کی شان میں توہین و تنقیص کیا کرتا تھا۔ اس نے دو گانے والی لونڈیاں اس لیے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ حضور کی ہجو میں اشعار گایا کریں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل کا حکم دیا تو اسے غلافِ کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اس کی گردن ماری گئی۔[۲]

یہ صحیح ہے کہ اس دن ایک ساعت کے لیے حرم مکہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حلال قرار دے دیا گیا تھا لیکن بالخصوص مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اس کا قتل کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ رسول باقی مرتدین سے بدرجہا بدتر و بدحال ہے۔

۱؎ بخاری ص ۲۴۹ ج ۱، ص ۶۱۴ ج ۲۔

۲؎ فتح الباری ص ۱۳ ج ۸، عمدۃ القاری ص ۳۴۷ ج ۸، ارشاد الساری ص ۳۹۲ ج ۹۔

Marfat.com

اجماعِ اُمّت

۱۔ قال محمّد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النّبي صلّی اللہ علیہ وسلّم المتنقّص لہٗ کافر والوعید جار علیہ بعذاب اللہ لہٗ وحکمہٗ عند الامّۃ القتل ومن شكّ في کفرہٖ وعذابہٖ کفر۔[1]

ترجمہ: محمد بن سحنون نے فرمایا، علماء اُمت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو گالی دینے والا حضور کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور اُمّت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے، کافر ہے۔

۲۔ وقال ابو سلیمان الخطابی لا اعلم احدا من المسلمین اختلف في وجوبِ قتلہٖ اذا کان مسلمًا۔[2]

ترجمہ: امام ابو سلیمان الخطّابی ؒ نے فرمایا، جب مسلمان کہلانے والا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سبّ کا مرتکب ہو تو میرے علم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس نے اُس

---

[1] الشفاء ج ۸ ص ۲۱۵، ۲۱۶، نسیم الریاض شرح الشفاء ج ۴ ص ۳۳۸، الرد المحتار ج ۳ ص ۳۱۷، الصارم المسلول ص ۴

[2] الشفاء ج ۲ ص ۲۱۶، فتح القدیر شرح ہدایہ ج ۴ ص ۴۰۷، الصارم المسلول ص ۴

Marfat.com

کے قتل میں اختلاف کیا ہو۔

۳۔ واجمعت الامۃ علیٰ قتل متنقصہ من المسلمین

وسابہ۔[۱]

ترجمہ: اور اُمت کا اجماع ہے کہ مُسلمان کہلا کر حضور کی شان میں سب اور تنقیص

کرنے والا قتل کیا جائے گا۔

۴۔ قال ابوبکر بن المنذر اجمع عوام اھل العلم علیٰ

ان من سبّ النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یقتل قال ذٰلک

مالک بن انس واللیث واحمد واسحاق وھو مذھب الشافعی

قال القاضی ابوالفضل وھو مقتضیٰ قول ابی بکر الصّدّیق

رضی اللّٰہ عنہ ولا تقبل توبتہ عند ھٰؤلاء وبمثلہ قال

ابوحنیفۃ واصحابہ والثّوری واھل الکوفۃ والأوزاعی

فی المسلمین لکنّھم قالواھی ردۃ۔[۲]

ترجمہ: امام اُبوبکر بن مُنذر نے فرمایا، عامۃ علماء اسلام کا اجماع ہے کہ جو

شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرے قتل کیا جائے گا۔ ان ہی میں سے

مالک بن انس، لیث، احمد، اسحاق (رحمہم اللہ) ہیں اور یہی شافعی کا مذہب ہے

---

[۱] الشفاء ج ۲ ص ۲۱۱

[۲] الشفاء ج ۲ ص ۲۱۵

Marfat.com

قاضی عیاض نے فرمایا، حضرت ابُوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنہُ کے قول کا یہی مقتضیٰ ہے۔ (پھر فرماتے ہیں) اور ان ائمہ کے نزدیک اس کی توبہ بھی قبول نہ کی جائے گی۔ امام ابُوحنیفہ، اُن کے شاگردوں، امام ثوری، کوفہ کے دُوسرے علماء اور امام اوزاعی کا قول بھی اسی طرح ہے۔ اُن کے نزدیک یہ ردّت ہے۔

۵۔ انّ جميع من سبّ النّبيّ صلّى اللّٰه عليه وسلّم او عابه اوالحق به نقصًا في نفسه اونسبه او دينه اوخصلة من خصاله او عرّض به اوشبّهه بشئ على طريق السّبّ له اوالازراء عليه اوالتّصغير بشانه اوالغضّ منه والعيب له فهو سابٌّ لّه والحكم فيه حكم السّابّ يقتل كما نبيّنه ولا نستثني فصلاً مّن فصول هٰذا الباب على هٰذا المقصد ولا نمترى فيه تصريحًا كان اوتلويحًا.......... وهٰذا كلّه اجماعٌ مّن العلماء وائمّة الفتوٰى من لدن الصّحابة رضوان اللّٰه عليهم الٰى هلم جرا۔[1]

ترجمہ: بے شک ہر وُہ شخص جس نے نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو گالی دی

---

[1] الشفاء صفحہ ۲۱۴ ج ۲، الصارم المسلول صفحہ ۵۲۵ (طبع بیروت)

Marfat.com

یا حضور کی طرف کسی عیب کو منسوب کیا یا حضور کی ذاتِ مقدسہ، آپ کے نسب، دین یا آپ کی کسی خصلت سے کسی نقص کی نسبت کی یا آپ پر طعنہ زنی کی یا جس نے بطریق سب اہانت یا تحقیرِ شانِ مبارک یا ذاتِ مقدسہ کی طرف کسی عیب کو منسوب کرنے کے لیے حضور کو کسی چیز سے تشبیہ دی وہ حضور کو صراحۃً گالی دینے والا ہے، اُسے قتل کر دیا جائے۔ ہم اس حکم میں قطعاً کوئی استثنا نہیں کرتے۔ نہ ہم اس میں کوئی شک کرتے ہیں۔ خواہ صراحۃً توہین ہو یا اشارۃً کنایۃً۔ اور یہ سب علماء اُمت اور اہلِ فتویٰ کا اجماع ہے عہدِ صحابہ سے لے کر آج تک، رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۶۔ والحاصل انہ لاشك و لا شبهة في كفر شاتم النبي صلی اللہ علیه وسلم وفي استباحة قتله وهو المنقول عن الائمة الاربعة.[1]

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دینے والے کے کفر اور اُس کے مستحقِ قتل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں ائمہ (ابو حنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل) سے یہی منقول ہے۔

۷۔ کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم

---

[1] فتاوٰی شامی حنفی ص۳۲۱ ج ۳، ونحوہ الصارم المسلول للحنبلی ص۴

Marfat.com

بقلبه كان مرتدًا فالسّاب بطريق اولٰى ثمّ يقتل حدًّا عندنا۔[1]

ترجمہ: جو شخص رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے دل میں بغض رکھے وہ مرتد ہے۔ آپ کو گالی دینے والا تو بطریق اولیٰ مستحق گردن زدنی ہے۔ پھر (مخفی نہ رہے کہ) یہ قتل ہمارے نزدیک بطور حد ہوگا۔

٨۔ ایما رجل مسلم سبّ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم اوکذّبه اوعابه او تنقصه فقد کفر باللّٰہ وبانت منه زوجته۔[2]

ترجمہ: جو مسلمان رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو سب کرے یا تکذیب کرے یا عیب لگائے یا آپ کی تنقیص شان کا (کسی اور طرح سے) مرتکب ہو، تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کیا اور اس سے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے نکل گئی۔

٩۔ اذا عاب الرّجل النّبیّ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم في شيء كان كافرا وكذا قال بعض العلماء لو قال لشعر النّبيّ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم شعیر فقد کفر وعن

---

[1] فتح القدیر (امام ابن ہمام حنفی) ج ۴ ص ۴۰۷۔ [2] کتاب الخراج امام ابو یوسف ص ۱۸۲، فتاویٰ شامی ج ۳ ص ۳۱۹۔

Marfat.com

ابي حفص الكبير من عاب النبيّ صلى الله عليه وسلم بشعرة من شعراته الكريمة فقد كفر وذكر في الاصل ان شتم النبيّ كفر۔[1]

ترجمہ: کسی شے میں حضور پر عیب لگانے والا کافر ہے اور اسی طرح بعض علماء نے فرمایا، اگر کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بال مبارک کو "شعر" کے بجائے (بصیغۂ تصغیر) "شعیر" کہہ دے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور امام ابو حفص الکبیر (حنفی) سے منقول ہے کہ اگر کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کسی ایک بالِ مبارک کی طرف بھی عیب منسوب کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور امام محمد نے "مبسوط" میں فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالی دینا کفر ہے۔

۱۰۔ ولا خلاف بين المسلمين ان من قصد النبيّ صلى الله عليه وسلم بذالك فهو ممن ينتحل الإسلام انه مرتد يستحق القتل۔[2]

ترجمہ: کسی مسلمان کو اس میں اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اہانت و ایذا رسانی کا قصد کیا اور وہ مسلمان

---

[1] فتاوی قاضی خان ص۸۸۲ ج ۴ (طبع نولکشور) [2] احکام القرآن للجصاص ص۱۰۶ ج ۳۔

Marfat.com

کہلاتا ہے وُہ مُرتد مستحقِ قتل ہے۔

یہاں تک ہمارے بیان سے یہ بات واضح ہو گئی کہ کتاب و سنت اجماعِ اُمت اور اقوالِ علمائے دین کے مطابق گستاخِ رسُول کی سزا یہی ہے کہ وُہ حداً قتل کیا جائے۔ اِس کے بعد حسبِ ذیل اُمُور کی وضاحت بھی ضرُوری ہے :

ا ۔ بارگاہِ نبوت کی توہین و تنقیص کو موجبِ حد جُرم قرار دینے کے لیے یہ شرط صحیح نہیں کہ گستاخی کرنے والے نے مُسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مُشتعل کرنے کی غرض سے گستاخی کی ہو۔ یہ شرط ہر گستاخِ نبوت کے تحفُظ کے مُترادف ہوگی اور توہینِ رسالت کا دروازہ کُھل جائے گا۔ ہر گستاخِ نبوت اپنے جُرم کی سزا سے بچنے کے لیے یہ کہہ کر چھوٹ جائے گا کہ مُسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنا میری غرض نہ تھی۔ علاوہ ازیں یہ شرط کتاب اللہ کے بھی منافی ہے۔ سُورہ توبہ کی آیت ہم لکھ چکے ہیں کہ توہین کرنے والے مُنافقوں کا یہ عُذر کہ "ہم تو آپس میں صرف دِل لگی کرتے تھے۔ ہماری غرض توہین نہ تھی" نہ مُسلمانوں کے مذہبی جذبات مُشتعل کرنا ہمارا مقصد تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مُسترد کر دیا اور واضح طور پر فرمایا "لا تعتذروا قد کفرتم

Marfat.com

بعد ایمانکم ۔ بہانے نہ بناؤ، ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔

۲ ۔ صریح توہین میں نیت کا اعتبار نہیں۔ "رَاعِنَا" کہنے کی ممانعت کے بعد اگر کوئی صحابی نیتِ توہین کے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "رَاعِنَا" کہتا تو وہ وَاسْمَعُوْا وَلِلْکَافِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ کی قرآنی وعید کا مستحق قرار پاتا، جو اس بات کی دلیل ہے کہ نیتِ توہین کے بغیر بھی حضور کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے۔

امام شہاب الدین خفاجی حنفی ارقام فرماتے ہیں:

المدار فی الحکم بالکفر علی الظواہر ولا نظر للمقصود والنیات ولا نظر لقرائن حالہ [1]

توہینِ رسالت پر حکمِ کفر کا مدار ظاہر الفاظ پر ہے۔ توہین کرنے والے کے قصد و نیت اور اس کے قرائنِ حال کو نہیں دیکھا جائے گا ــــــ ورنہ توہینِ رسالت کا دروازہ کبھی بند نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ ہر گستاخ یہ کہہ کر بری ہو جائے گا کہ میری نیت اور ارادہ توہین کا نہ تھا ــــــ لہٰذا ضروری ہے کہ توہینِ صریح میں کسی گستاخِ نبوت کی نیت اور قصد کا اعتبار نہ کیا جائے۔

---

[1] نسیم الریاض شرح الشفاء ص ۴۲۶ ج ۴ ۔

Marfat.com

۳۔ یہاں اس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور اسلام کی صرف ایک وجہ کا احتمال ہو تو فقہاء کا قول ہے کہ کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔ اس کا ازالہ یہ ہے کہ فقہاء کا یہ قول اس تقدیر پر ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجوہ کفر کا صرف احتمال ہو، کفر صریح نہ ہو لیکن جو کلام مفہوم توہین میں صریح ہو اس میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ لفظ صریح میں تاویل نہیں ہو سکتی۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا:

قال حبیب ابن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل۔[1]

ترجمہ: حبیب بن ربیع نے فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعوے قبول نہیں کیا جائے گا۔

کسی کلام کا توہین صریح ہونا عرف اور محاورے پر مبنی ہے معذرت کے ساتھ بطور مثال عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی کو ولد الحرام کہا جائے اور کہنے والا لفظ "حرام" کی تاویل کرے اور کہے کہ میں نے "المسجد الحرام" اور "بیت اللہ الحرام" کی طرح معظم محترم کے معنیٰ میں یہ لفظ بولا ہے،

[1] الشفاء ص۲۱۷ ج ۲۔

Marfat.com

تو اُس کی یہ تاویل کسی ذی فہم کے نزدیک قابلِ قبول نہ ہوگی کیونکہ عُرف اور مُحاورے میں "وَلَدُ الحَرام" کا لفظ گالی اور توہین ہی کے لیے بولا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر وُہ کلام جس سے عُرف و مُحاورے میں توہین کے معانی مفہُوم ہوتے ہوں، توہین ہی قرار پائے گا، خواہ اُس میں ہزار تاویلیں ہی کیوں نہ کی جائیں۔ عُرف اور مُحاورے کے خلاف تاویل مُعتبر نہ ہوگی۔

۴ - یہاں اس شُبے کو دُور کرنا بھی ضُروری سمجھتا ہُوں کہ اگر توہینِ رسُول کی سزا حداً قتل کرنا ہے تو کئی مُنافقین نے حضُور صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی صریح توہین کی۔ بعض اوقات صحابہ کرام نے عرض کی کہ حضُور! ہمیں اجازت دیں کہ ہم اِس گُستاخ مُنافق کو قتل کر دیں، لیکن حُضُور صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے اجازت نہیں دی۔

ابنِ تیمیہ نے اِس کے مُتعدد جوابات لکھے ہیں، جن کا خُلاصہ حسبِ ذیل ہے[1]:

ا - اُس وقت اُن لوگوں پر حد قائم کرنا فسادِ عظیم کا مُوجب تھا۔ اُن کے کلماتِ توہین پر صبر کر لینا اِس فساد کی نسبت آسان تھا۔

---

[1] الصارم المسلول ص ۲۲۲ تا ۲۳۳

Marfat.com

ب۔ منافقین اعلانیہ توہینِ رسالت نہ کرتے تھے، بلکہ آپس میں چھپ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں توہین آمیز باتیں کیا کرتے تھے۔

ج۔ منافقین کے ارتکاب توہین کے موقع پر صحابہ کرام کا حضور سے اُن کے قتل کی اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام جانتے تھے کہ گستاخِ رسول کی سزا قتل ہے۔

گستاخانِ شانِ رسالت ابورافع یہودی اور کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو دیا تھا۔ اس حکم کی بنا پر صحابہ کرام کو علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین کرنے والا قتل کا مستحق ہے۔

د۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے جائز تھا کہ وہ اپنے گستاخ اور موذی کو اپنی حیات میں معاف فرما دیں لیکن اُمت کے لیے جائز نہیں کہ وہ حضور کے گستاخ کو معاف کر دے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بجا لاتے کہ "آپ معافی کو اختیار فرمائیں اور جاہلوں سے منہ پھیر لیں اور نیکی کا حکم دیں"۔ (سورہ اعراف آیت ۱۹۹)

Marfat.com

میں عرض کروں گا کہ گستاخِ رسول پر قتل کی حد جاری کرنا ایسی حد ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنا حق ہے۔ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین حضور کی اُمت کے لیے بھی سخت ترین اذیت کا موجب ہے اور اس طرح اس حد کو پوری اُمت کا حق بھی کہا سکتا ہے لیکن بلاواسطہ نہیں بلکہ بواسطہ ذاتِ اقدس کے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اپنا یہ حق کسی کو خود معاف فرما دیں۔ جیسا کہ بعض دیگر احکامِ شرع کے متعلق دلیل سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن احکام میں حضور کو اختیار عطا فرمایا۔ مثلاً حضرت برار بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابو بردہ کو بکری کے ایک بچے کی قربانی کرنے کا حکم دیا اور فرمایا :

ولن تجزي عن احد بعدك .[۱]

کہ (یہ قربانی) تمہارے علاوہ کسی دوسرے پر ہرگز جائز نہیں۔

اسی طرح حضرت ابنِ عباس اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جب حضور نے حرمِ مکہ کی گھاس کاٹنے کو حرام قرار دیا تو حضرت عباس نے عرض کی "اِلا الاذخر" یعنی "اذخر" گھاس کو حرمت کے اس

۱۔ بخاری ص ۸۳۲ ج ۲ ۔

Marfat.com

حکم سے مستثنیٰ فرما دیں۔ حضور نے فرمایا "اِلَّا الْاِذْخَر" یعنی اذخر کو حرمت کے حکم سے ہم نے مستثنیٰ فرما دیا[1]۔

اس حدیث کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور نواب صدیق حسن خان بھوپالی تحریر فرماتے ہیں :

"و در مذہب بعضے آن است کہ احکام مفوض بود بوے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہر چہ خواہد و بر ہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند و بعضے گویند باجتہاد گفت۔ و اوّل اصح و اظہر است"[2]

"یعنی بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکامِ شرعیہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سپرد کر دیے گئے تھے۔ جس کے لیے جو کچھ چاہیں حلال اور حرام فرما دیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اجتہاد کے طور پر فرمایا تھا اور پہلا مذہب اصح اور اظہر ہے"۔

ان احادیث کی روشنی میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو یہ اختیار حاصل ہو سکتا ہے کہ کسی حکمت و مصلحت کے لیے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم ان منافقین پر قتل کی حد جاری نہ فرمائیں، لیکن حضور کے بعد کسی کو یہ اختیار نہیں۔

---

[1] بخاری ص۱۲۱ ج ۱ ، مسلم ص۴۳۸ ج ۱ ۔ [2] اشعۃ اللمعات ص۴۰۸ ج ۲ ، مسک الختام ص۵۱۲ ج ۲ ۔

Marfat.com

آخر میں عرض کروں گا کہ توہینِ رسالت کی حد اُسی پر جاری ہو سکے گی، جس کا یہ جرم قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو جائے۔ اس کے بغیر کسی کو اِس جرم کا مرتکب قرار دے کر قتل کرنا ہرگز جائز نہیں۔ تواتر بھی دلیلِ قطعی ہے۔ اگر کوئی شخص توہین کے کلماتِ صریحہ بول کر یا لکھ کر اِس بات کا اعتراف کرے کہ یہ کلمات میں نے بولے یا میں نے لکھے ہیں تو یقیناً وہ واجب القتل ہے۔ خواہ وہ کتنے ہی بہانے بنائے اور کہتا پھرے کہ میری نیت توہین کی نہ تھی۔ یا ان کلمات سے میری غرض یہ نہ تھی کہ میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاؤں۔ بہرحال وہ مستحقِ قتل ہے۔

علیٰ ھٰذا وہ لوگ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہینِ صریح کی تاویل کر کے اس کے مرتکب کو کفر سے بچانا چاہیں بالکل اُسی طرح قتل کے مستحق ہیں جیسا کہ خود توہین کرنے والا مستوجبِ حد ہے۔ شاتمِ رسول کے حق میں محمد بن سحنون کا قول ہم شفاء، قاضی عیاض اور الصارم المسلول سے نقل کر چکے ہیں کہ

وَمَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ كَفَرَ [1]

۲۵ر نومبر ۱۹۸۵ء

سید احمد سعید کاظمی

---

[1] الشفاء: قاضی عیاض ص ۲۱۵، ۲۱۶ ج ۲، الصارم المسلول ص ۴

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دار النعمانیہ کی سرگزشت

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی' ایم - اے

ناظرین محترم! ماہنامہ "نعمانیہ" لاہور کے پہلے شمارے کے صفحات پر آپ لاہور کے ایک عظیم الشان اور بلند پایہ دینی دارالعلوم سے تعارف حاصل کریں گے جو آج سے ایک سو سال پہلے لاہور میں قائم ہوا اور اپنی علمی اور دینی خدمات کی وجہ سے برصغیر پاک و ہند میں ممتاز مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ اس مثالی اور معیاری اسلامی درسگاہ نے صوبہ پنجاب' سرحد' افغانستان اور سندھ کے بڑے بڑے جلیل القدر علماء کرام اور مشائخ عظام کی علمی تشنگی کو دور کیا اور انہیں آفتاب و ماہتاب بنا کر دنیائے علم و فضل کو تابندگی بخشی۔

جن دنوں پنجاب سکھوں کے دور استبداد کی سیاہیوں سے نکل کر انگریز کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑا گیا تو انگریز نے اپنی انصاف پسندی اور علم گستری کے دعووں کے باوجود مسلمانوں کے اسلامی تہذیب و تمدن اور دینی علوم پر کڑی نگاہ رکھی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی مسلمانوں نے صف اول میں کھڑے ہو کر لڑی' اس لیے انگریزوں نے مسلمان علماء و مشائخ کو خصوصی طور پر نشانہ ستم و انتقام بنایا کہ مسلمان اپنی مذہبی اور تہذیبی حیثیت کو ازسرنو زندہ نہ کرنے پائیں مگر ان کی نگاہیں دیکھتی رہ گئیں کہ بایں ہمہ برصغیر کے حساس مسلمانوں نے مختلف انداز سے کام کیا اور لاہور میں چند دردمند مسلمانوں نے مل کر ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷ء میں انجمن نعمانیہ کو تشکیل دیا جس نے اپنے زیر اہتمام دارالعلوم نعمانیہ کی بنیاد رکھ کر مسلمان نوجوانوں کے لیے دینی علوم و فنون کی تعلیم و تدریس کی راہیں کھول دیں۔ اس دارالعلوم کو ایسے جید اور نابغہ روزگار علماء کرام کی ایک ٹیم میسر آگئی جس نے اپنی شبانہ روز کاوش سے تشنگان علوم دینیہ کو سیراب کر دیا۔ ان اساتذہ کی شہرت اور دارالعلوم نعمانیہ کے حسن کارکردگی کا چرچا سارے ہندوستان میں پہنچا۔ ایران کے مشرقی علاقوں' افغانستان' برما' مصر' الجزائر' افریقہ' انڈونیشیا' ملایا اور بلتستان حتیٰ کہ حجاز مقدس سے بھی طلباء کی آمد شروع ہوگئی۔ جب یہ لوگ دستار فضیلت لے کر اپنے اپنے ممالک کو جاتے تو وہاں دین کی اشاعت کے دھارے بہہ نکلتے۔ یہ دارالعلوم صرف ظاہری علوم و فنون کی درسگاہ نہ تھی بلکہ یہاں عقائد اہلسنت اور تصوف و عرفان پر خصوصی توجہ دی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ دارالعلوم نعمانیہ کے فارغ التحصیل علماء جہاں مدرس' معلم' مفتی' خطیب' فقیہ اور عالم دین بن کر نکلتے' وہاں مختلف سلاسل کے مشائخ اور اہلسنت و جماعت کے مسلک و عقائد کے صحیح ترجمان بھی ثابت ہوتے۔ دارالعلوم کا ابتدائی دور عیسائی مشنریوں' بدعقیدہ فرقوں' مدعیان نبوت اور ملحدین کے پرفتن طوفانوں کی زد میں تھا۔ اس کے جید علماء کرام اور اساتذہ شمع علم و عرفان کو لے کر آگے بڑھ رہے تھے۔ دارالعلوم کی ابتدائی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ برصغیر میں جب دینی علوم کی اشاعت کے لیے مختلف مقامات پر اسلامی درسگاہیں قائم ہونے لگیں تو دارالعلوم نعمانیہ کے اساتذہ ہی ان کا سنگ بنیاد رکھتے اور ابتدائی دنوں میں تدریسی فرائض سنبھالتے۔ دارالعلوم دیوبند' ندوۃ العلماء لکھنؤ' سرسید کالج علی گڑھ' پنجاب یونیورسٹی' اورنٹیل کالج لاہور' پٹنہ یونیورسٹی آگرہ' بریلی اور مراد آباد کے مدارس بھی دارالعلوم نعمانیہ لاہور سے

Marfat.com

اساتذہ طلب کرنے کی درخواست کرتے تھے۔ دارالعلوم نعمانیہ کے ایسے اساتذہ کی' جنہوں نے ملک کے دوسرے دینی مدارس کی بنیادیں رکھیں اور انہیں پروان چڑھایا' ایک مفصل رپورٹ تیار کی جا رہی ہے۔

لاہور کے ایسے مخیر رؤسا اور امرا قابل صد ستائش ہیں جنہوں نے غلامی کے مہیب اندھیروں میں دارالعلوم نعمانیہ کو قائم و دائم رکھنے کے لیے مالی امداد دی اور عام مسلمانوں کو بھی اس کار خیر کی طرف متوجہ کیا۔ ہمارے بوسیدہ ریکارڈ میں جن دردمندان لاہور کے اسماء گرامی ملتے ہیں' ان میں مفتی حکیم سلیم اللہ خاں بہادر' حافظ محمد عمر الدین چغتائی' مولانا خلیفہ تاج الدین' ڈپٹی غلام حسین' شیخ معراج الدین' مولانا محرم علی چشتی' منشی سراج الدین ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل اور حافظ شیخ چراغ الدین رحمتہ اللہ علیہم کے اسماء گرامی درخشاں و نمایاں ہیں۔ ہماری کوشش ہے کہ انجمن نعمانیہ کے موسسین' معاونین' منتظمین' متنفین اور اراکین کے حالات زندگی اور خدمات پر علیحدہ کتاب لکھ کر ان کی علمی خدمات پر ہدیہ تحسین پیش کریں۔

آج دارالعلوم نعمانیہ' لاہور کے گنجان اور قدیم مکانوں میں گھرا ہوا ہے مگر جن دنوں اس دارالعلوم کی بنیاد رکھی گئی تھی' یہ لاہور کا علمی اور تہذیبی علاقہ تھا۔ دارالعلوم کے اردگرد علماء' حکماء' رؤساء' امراء' سیاست دانوں' وکلاء اور ججوں کی رہائش گاہیں تھیں۔ پھر عالمگیری مسجد اور قلعہ لاہور کی قربت کی وجہ سے شہر کے بلند پایہ مدارس اور کالج اسی علاقہ میں تھے۔ اورنیل کالج (جسے اورنیل سکول کہا جاتا تھا) انجمن حمایت اسلام کا سکول' ضلعی دفاتر' شہری انتظامیہ اور عدالتیں اسی علاقہ میں تھیں۔ لاہور کا یہ علاقہ بغداد العلم والفضل تھا۔ دارالعلوم نعمانیہ ایک کھلی فضا اور بلند و بالا مقام پر تعمیر کیا گیا۔ ابتدائی طور پر تدریس کے لیے پانچ کمرے' برآمدے' دارالاقامتہ (ہوسٹل) کے آٹھ کمرے' دارالکتب کا ہال' اسٹورز' مطبخ اور حجرہ ہائے مہمانداری (مہمان خانے) بنائے گئے۔ دارالعلوم کے ساتھ ہی مغل دور کی ایک مسجد تھی جس کے سامنے ایک خوبصورت باغیچہ تھا۔

دارالعلوم نعمانیہ میں درس نظامی کو رائج کیا گیا اور صرف و نحو سے لے کر تمام علوم و فنون کے شعبے قائم کیے گئے۔ ہر شعبہ کا استاد اور پھر شاگرد پورے اعتماد اور قابلیت کے ساتھ تعلیم و تحصیل کی طرف توجہ دیا کرتا تھا۔ ۱۹۰۰ء سے ۱۹۱۴ء تک کی رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس دارالعلوم میں سینکڑوں طالب علم زیر تعلیم تھے۔ رہائشی اور تدریسی جگہ کم ہونے کی وجہ سے شاہی مسجد کے کمرے اور صحن استعمال میں لائے جانے لگے۔

دارالعلوم کے شعبہ حدیث پر خصوصی توجہ دی گئی تھی۔ یہاں سے جو بھی دستار فضیلت لے کر نکلتا' احادیث نبوی میں طاق و مشاق ہوتا تھا۔ ہم نے کئی ایسے نامور اہل علم کے نام دیکھے ہیں جو بخاری شریف اور مسلم شریف کے حافظ بن کر نکلے۔ اگرچہ ہمیں قدیم شیوخ الحدیث کے تمام اسماء گرامی نہیں مل سکے مگر بعض کاغذات سے نشاندہی ہوئی ہے کہ مندرجہ ذیل علماء کرام کے پاس قلمدان شیخ الحدیث رہا ہے۔

- حضرت مولانا غلام قادر بھیروی رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت مولانا غلام احمد کوٹ اسحاق (گوجرانوالہ) رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت مولانا غلام مرتضیٰ میانوی رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت مولانا معین الدین اجمیری رحمتہ اللہ علیہ خطیب شاہجہانی مسجد اجمیر شریف
- حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد معوان حسین رامپوری (خطیب شاہی مسجد لاہور) رحمتہ اللہ علیہ

Marfat.com

- حضرت مولانا محب النبی ہاشمی رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت مفتی غلام جان ہزاروی خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ
- حضرت مولانا مہرالدین نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت مفتی اعجاز ولی خان بریلوی قدس سرہ'
- حضرت قاضی سراج الدین احمد رحمتہ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد سعید احمد نقشبندی علیہ الرحمتہ خطیب مسجد داتا گنج بخش لاہور
- حضرت مولانا ارشاد الٰہی رحمتہ اللہ علیہ

یہ تھے وہ لوگ جنہوں نے دارالعلوم نعمانیہ کی مسند ارشاد پر بیٹھ کر احادیث نبویہ کی تعلیم دی۔ ان بزرگوں کے علاوہ ہمارے ریکارڈ میں ایسے علماء کرام کی ایک خاصی تعداد بھی موجود ہے جنہوں نے دارالعلوم نعمانیہ کے علم و فضل کے چشمہ کو جاری رکھا۔ ہمارے بعض دانشور قدیم ریکارڈ کی روشنی میں ایسے قابل قدر اساتذہ کے احوال و خدمات پر مفصل کتاب لکھ رہے ہیں۔

ہم ان علماء کرام کے علاوہ مولانا مفتی عبداللہ ٹونکی' مولانا عبدالحق سہارنپوری' مولانا غلام مرشد' مفتی غلام احمد' حضرت مولانا نور بخش توکلی' مفتی محمد حبیب' اللہ اکبر آبادی' مفتی محمد حسین نعیمی (رئیس جامعہ نعیمیہ لاہور) کی خدمات علمیہ کو ہدیہ تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے مختلف ادوار میں تدریس و تعلیم کا کام کیا۔

دارالعلوم نعمانیہ لاہور نے بعض ایسے علماء کرام اور مشائخ وقت کو اپنے دامن علم و فضل میں جگہ دی جو بعد ازاں مختلف ادوار میں دین و ملت کی خدمات انجام دیتے رہے ہیں اور آسمان شہرت کے آفتاب و مہتاب بن کر چمکے۔ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی' حضرت امیر ملت پیر حافظ سید جماعت علی شاہ علی پوری' مولانا محمد شریف کوٹلی لوہاراں غربی' مولانا سید محمد حسین شیرکوٹی' مولانا سید احمد زینی (دارالعلوم ندوۃ العلماء)' علامہ محمد علمہ ٹونکی' مولانا نور الحق' مولانا اکرام حسین' صاحبزادہ سید محمد حسین شاہ علی پوری' مولانا غلام محمد گھوٹوی (شیخ الجامعہ بہاولپور)' مولانا محمد عالم آسی امرتسری رحمتہ اللہ علیہم اجمعین اور دوسرے ممتاز علماء کرام اس دارالعلوم سے وابستہ رہے ہیں۔ ہم ان سارے علمائے ملت کا تذکرہ ترتیب دے رہے ہیں تاکہ فرزندان نعمانیہ کی علمی خدمات کو سامنے لایا جا سکے۔

دارالعلوم نعمانیہ کی اشاعتی سرگرمیاں اپنے دور میں قابل رشک رہی ہیں۔ اس کے ماہانہ رسالے' مفتیان نعمانیہ کے فتوے' فقہ حنفیہ پر مختلف کتابوں کی اشاعت اور ان کے مستند ترجمے' مبلغین نعمانیہ کی خطیبانہ خدمات اپنے دور کی علمی یادگاریں ہیں۔ اس سلسلہ میں مولانا نور بخش توکلی ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور اور الحاج منشی تاج الدین احمد کی مساعی جمیلہ نہایت قابل قدر رہی ہیں۔

اپنے ناظرین و قارئین کے علاوہ ان دانشوروں کے لیے ہم خصوصی طور پر دارالعلوم نعمانیہ لاہور کے ایک عظیم علمی ورثہ کا تذکرہ ضروری سمجھتے ہیں' ایک صدی گزرنے کے باوجود انجمن نے جسے اپنے دامن سے جدا نہیں کیا اور وہ ہے نادر و نایاب کتابوں کا ذخیرہ جو اہل علم کی جان ہے اور تشنگان علم کی تشنگی کا سامان ہے۔ اس دارالکتب (لائبریری) میں آج سے ۸۰ سال پہلے کم و بیش پچیس ہزار جواہر پارے تھے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب موجودہ زمانے کی بڑی بڑی لائبریریاں تہی دامن تھیں' نعمانیہ کی لائبریری میں مصر و عراق کی چھپی ہوئی کتابیں قطار در قطار چلی آتی تھیں اور اہل فکر و نظر کو دعوت مطالعہ دیتی تھیں۔ انجمن نعمانیہ کی انتظامی قوت

Marfat.com

میں کمزوری آئی تو بعض حضرات اپنی مرضی کی کتابیں اٹھا اٹھا کر لے گئے۔ پھر ایک قیامت یہ گزری کہ کتاب خانہ کا کافی حصہ نذر آتش ہوگیا اور یہ "علم کے موتی کتابیں اپنے آباء کی) کچھ لٹ گئیں' کچھ جل گئیں' تاہم ان میں سے جو بچ گئیں' وہ آپ کو دعوت مطالعہ اور تشویق دیدار کے لیے زبان حال سے پکار رہی ہیں۔ ع

بیا درید حریفاں اگر تخندانے ایست

ہم نے اس سرمایہ علم و دانش کی حفاظت کے لیے ایک شاندار لائبریری تعمیر کروائی' خوبصورت الماریاں نصب کیں اور ان بچے کھچے موتیوں (کتابوں) کو اٹھا کر گرد و غبار سے پاک صاف کیا اور سجا کر رکھ دیا۔ اس نادر اور نایاب ذخیرہ کی فہرست کا ایک حصہ مرتب کر کے ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔ یہ وہ حصہ ہے جو ۱۹۱۱ء تک دارالعلوم میں موجود تھا۔ اس کے بعد آنے والی مطبوعات اور قلمی نسخے آئندہ دوسرے حصے میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ اس حصہ میں وہ گنج ہائے گرانمایہ ہیں کہ دیکھنے والے حیران رہ جائیں گے۔

ہمارے ملک کے ایک ممتاز کتاب شناس دانشور نے جب ان قدیم اور قیمتی خزانوں پر نگاہ ڈالی تو فرمانے لگے ان کتابوں کو "با روشنائی نور بر رخسارۂ حور باید نوشت" یعنی یہ وہ تحریریں ہیں جنہیں نور کے قلم سے حور کے رخساروں پر لکھا جانا چاہیے۔

آتش زنی اور لوٹ کھسوٹ کے باوجود کتابیں زمانہ کی دست برد سے بچ گئی ہیں۔ ان کی تعداد دس ہزار سے کم نہیں اور ہماری یہ کوشش ہوگی کہ یہ فہرست کتاب شناس دانشوروں کے پاس پہنچتی رہے۔ ان کتابوں کے جمع ہونے کا ایک اور پہلو بڑا ہی قابل فخر ہے کہ اس وقت کے علم دوست اہلسنّت نے یہ کتابیں عطیہ کے طور پر پیش کر کے دارالعلوم کی لائبریری کو ذخیرۂ کتب بنا دیا۔ بہت سی کتابوں میں ان کے مصنفین' ناشرین اور مولفین کے دستخط موجود ہیں جو انہوں نے عطیہ کے طور پر دیں۔

ہم دارالعلوم نعمانیہ کے اس کتابی ورثہ کو نہ سائنٹیفک انداز میں ترتیب دے سکے ہیں اور نہ فہرست تیار کر سکے ہیں۔ مگر ایک صدی کے بعد ہماری یہ ناتمام کوشش کتاب دوست حضرات کے ہاں مقبول و مطبوع ہوگی۔ پھر ہمارے اس اقدام سے ملک کے دینی مدارس کی وہ لائبریریاں' جو اپنی گود میں خزانے لیے بیٹھی ہیں' اپنے تعارفی علم بلند کر کے نکلیں گی اور اہل علم کو دعوت مطالعہ دیں گی۔ ع

نور از نورانیاں افزوں شود

اور اپنی جلوہ سامانیوں کے ساتھ قلب و جاں کو روشنیاں بخشیں گی۔ ہماری لائبریری اگرچہ ان دنوں عام ہاتھوں کی رسائی سے باہر ہے' تاہم دارالعلوم کی انتظامیہ یہ کوشش کر رہی ہے کہ تحقیقاتی کام کرنے والوں کے لیے ہر ممکن سہولت مہیا کی جائے اور انہیں ان نادر و نایاب کتابوں تک نظری رسائی ہو جائے۔

ہم علم دوست کتاب شناس اور کتاب تلاش علماء اور دانشوروں کی خدمت میں التماس کریں گے کہ وہ اپنی قیمتی آراء سے ہمیں نوازیں۔ پھر اس قدیم اور نادر لائبریری کو بہتر سے بہتر بنانے کے لیے ہم سے تعاون کریں۔ لاہور سے دور رہنے والے حضرات بذریعہ ڈاک اظہار خیال فرما سکتے ہیں۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قل اباللہ وآیٰتہ ورسولہ کنتم تستھزءون

... قُل اَبِاللہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَہْزِءُوْنَ

لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ .... سورۃ توبہ آیت ۶۵،۶۶

...(اور اے محبوب!) تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول پر ہنستے ہو؟ بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر...

Marfat.com

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

بیادِ امامِ اہلِ سنت مجددِ وقت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

بانی مجلس حکیم اہلِ سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

مرکزی مجلسِ رضا (رجسٹرڈ)

Marfat.com

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

بیادِ امامِ اہلِ سنت مجددِ وقت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

بانیٔ مجلس حکیمِ اہلِ سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری مدظلہٗ

مرکزی مجلسِ رضا (رجسٹرڈ)

Marfat.com